شریعت درخواست نمبر ۱۲/ آئی /۱۹۹۸ ء

محمد اشرف قریشی اور مسیح اللہ نے عدالت ھذا کے سامنے یہ شریعت درخواست داٴر کی ھے ، درخواست میں انھوں نے مسلم عائلی قوانین کی دفعہ نمبر ۱۲ کو خلاف اسلام ھونے کے بنیاد پر چیلنج کیا ھے ۔ یہ دفعہ کمسن بچوں کی شادی پر پابندی ایکٹ ۱۹۲۹ ء کی دفعہ نمبر ۲ میں بچے اور بچی کی تعریف اور ان کیلئے عمر کی حد کو متعین کرنے سے متعلق ھے ۔

کمسن بچوں کی شادی پر پابندی ایکٹ ۱۹۲۹ ء کی روسے کم عمر بچوں کی شادی پر پابندی عائد کی گئی ھے اس ایکٹ میں کم عمر لڑکی سے شادی کرنے والے اٹھارہ سال یا اس سے زائد عمر کے مرد اس طرح ان کے والدین کے خلاف مذکورہ ایکٹ کی دفعات نمبر ۴ ، ۵ اور ۶ میں سزائیں تجویز ھوئی ھیں جبکہ اس ایکٹ کی دفعہ نمبر ۱۲ میں عدالتی اختیار برائے صدور حکم امتناعی کا ذکر ھے ۔

مندرجہ بالا امور پر بحث تفصیل طلب ھے اس لئے درجہ ذیل مباحث کے تحت ان پر بحث کی جاتی ھے :

۱ ۔ کم سن بچوں کی شادی قرآن و سنت کی روشنی میں ۔

۲ ۔ موجودہ وضعی قانون کا دوسرے اسلامی حکومتوں کے بنائے ھوئے قوانین سے موازنہ ۔

۳ ۔ کیا کسی مباح کام میں حالات و زمانہ کی مناسبت سے حاکم کوئی قانون سازی کر سکتا ھے ۔

۱ ۔ کمسن بچوں کی شادی قرآن و سنت کی روشنی میں :

جمہور فقہائے کرام کے نزدیک نکاح کیلئے شریعت اسلامی میں عمر کی کوئی حد مقرر نہیں ھے ۔ بلوغ سے پہلے اور بلوغ کے بعد کسی بھی وقت میں نکاح درست ھے ، جمہور فقہاء میں چاروں مذاھب کے امام شامل ھیں ابن منذر نے اس پر اجماع کے منعقد ھونے کا دعوی بھی کیا ھے ، ابن قدامہ نے لکھا ھے ۔

" اما البكر الصغيرة فلا خلاف فيها قال ابن المنذر، اجمع كل من اهل العلم ان نكاح الاب ابنته البكر الصغيرة جائز اذا زوجها من كفء " (المغنى ٦/٤٨٧)

(هر كه كم عمر كنواری لڑكی هے - اس كی نكاح میں فقہائے كرام كے درمیان كوئی اختلاف نہیں هے ، ابن منذر نے كہا هے كه اہل علم كی اس بات پر اجماع هے كه اگر باپ نے اپنے كمسن بیٹی كی نكاح اس كی كف سے كروا دی تو یه جائز هے)

امام سرخسی نے المبسوط میں لكھا هے "وبلغنا عن رسول الله صلى الله عليه و سلم انه تزوج عائشة رض وهي صغيرة بنت ستة سنين و بنى بها وهي بنت تسع سنين وكانت عنده تسعا ففي الحديث دليل على جواز نكاح الصغير و الصغيرة بتزويج الاباء " (المبسوط ٢١٢/٤)

(اور ہمیں رسول كريم صلى الله عليه و سلم كی یه خبر ملی هے كه آپ ص نے عائشة رض سے شادی كی تھی جبكه وه چھ سال كی كم عمر لڑكی تھی اور جب آپ كی رخصتی ہو رہی تھی تو وه نو سال كی تھی اور وه آپ ص كے ساتھ نو سال تك رہی - یه حدیث كسی شخص كا اپنے كم عمر بچوں اور بچیوں كی شادی كروانے پر دلالت كرتا هے)

١ - ارشاد ربانی هے " واللائي يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعدتهن ثلاثة اشهر واللائي لم يحضن " (الطلاق : ٤) (اور جو عورتیں نا امید ہو گئی حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر تم كو شبه ره گیا تو ان كی عدت هے تین مہینے اور ایسے ہی جن كو حیض نہیں آیا)

وجه استدلال یه هے كه الله تعالى نے طلاق كے صورت میں بچی كی عدت تین مہینے مقرر فرمایا هے چونكه طلاق نكاح كے بعد وقوع پزیر ہو سكتا هے اس لئے آیت مذكوره كے ضمن میں یه واضح ہو گیا كه كم عمر بچی كی نكاح كروانا بھی جائز هے -

٢ - ارشاد باری تعالى " وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم وامائكم "

(اور نكاح كر دو رانڈوں كا اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں)

اور"ایم" کا معنی یہ ھے جس کا کوئی شوھر نہ ھو ، خواہ وہ بچی ھو یا بالغ ۔ (احکام القرآن للجصاص ۵۳/۲)

۳ - عائشۃ رضؓ کی شادی آپ صؐ کے ساتھ ھوئی تھی جبکہ اس وقت عائشۃ رضی اللہ عنہا کم سن بچی تھی وہ فرماتی ھے " تزوجنی النبی ص وانا ابنۃ ست و بنی بی وانا ابنۃ تسع " (مسلم ، باب تزویج الاب البکر الصغیرۃ حدیث نمبر ۱۴۲۲) (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ھے وہ فرماتی ھے کہ میری عمر چھ سال کی تھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سے نکاح کیا اور میں نو سال کی تھی تب مجھ سے زفاف کیا) بعض احادیث میں آیا ھے کہ سات سال میں نکاح ھوا اور رخصتی نو سال کے عمر میں ھوئی - (مسلم)

۴ - صحابہ کرام کے بہت سے ایسے واقعات موجود ھیں جن میں انھوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کی نکاحیں بچپن میں کروا دی ھیں - ام کلثوم کی نکاح عروۃ ابن زبیر سے ھوا - جبکہ وہ چھوٹی تھی اور عروۃ ابن زبیر نے اپنے بھتیجی کی نکاح اپنے بھتیجے سے کروا دی تھی جبکہ وہ دونوں چھوٹے تھے ، اور اس طرح ایک آدمی نے اپنی کمسن بیٹی عبداللہ بن حسن بن علی کو نکاح میں دی تھی اور علی رضؓ نے اس کی اجازت دی - ابن مسعود رضؓ کے بیوی نے اپنی کمسن بیٹی ابن مسیب بن نخبۃ کی نکاح میں دی تھی اور اس کے شوھر عبداللہ ابن مسعود نے اس کی اجازت دی -

۵ - بیٹی کی مصلحت کے خاطر باپ اپنے بیٹی کو بچپن میں نکاح پر دے دیتا ھے - اس لئے بلوغ کا انتظار نہیں کیا جاتا -

(الفقۃ الاسلامی وادلتہ ۱۸۰/۷)

دوسری رائے :

ابن شبرمۃ ، ابوبکر الاصم اور عثمان البتی رحمہم اللہ تعالی علیہم نے کمسن بچوں کے نکاح کو ناجائز قرار دیا ھے امام سرخسی نے مبسوط میں مذکورۃ فقہاء کی رائے کو اشارۃ کرتے ھوئے فرمایا ھے - مایقولہ ابن شبرمۃ وابوبکر الاصم رحمہم

اللہ تعالی انہ لایزوج الصغیر والصغیرة حتی یبلغا لقولہ تعالی حتی اذا بلغوا النکاح فلو جاز التزویج قبل البلوغ لم یکن لھذا فائدة ولان ثبوت الولایة علی الصغیرة لحاجة المولی علیہ حتی ان فیما لاتتحقق فیہ الحاجة لاتثبت الولایة لتبرعات ولاحاجة بھما الی النکاح لان مقصود النکاح طبعا ھو قضاء الشھوة وشرعا النسل والصغیر ینا فیھما ، ثم ھذا العقد یعقد للعمر ویلزمھما احکامہ بعد البلوغ فلا یکون لاحد ان یلزمھما ذالک اذلا ولایة لاحد علیھما بعد البلوغ " (المبسوط ٢١٢/٢)

(ابن شبرمة اور ابوبکر الاصم رض نے فرمایا ھے کہ بلوغ سے پہلے کم عمر بچے اور بچی کی نکاح جائز نہیں ھے - ان کی دلیل یہ آیت مبارکہ حتی اذا بلغوا النکاح ھے اس لئے اگر بلوغ سے پہلے نکاح کو جائز قرار دیا جائے ، تو اس کا کوئی فائدہ نہ ھوا اور یہ کہ بچی کی ولایت بچی کی ضرورت کے خاطر ھوتا ھے اور جب ضرورت نہ ھو تو بلاضرورت ولایت بھی ثابت نہیں ھوتا اورجبکہ بچوں کو نکاح کی ضرورت ہی نہیں ھوتی کیونکہ نکاح کا مقصد یا تو شھوت پورا کرنا ھوتا ھے جبکہ شریعت میں نسل بڑھانے کے خاطر کیا جاتا ھے - اور کم سنی ان دونوں باتوں کی نفی کرتا ھے - پھر یہ بات بھی قابل غور ھے کہ یہ عقد پورے عمر کیلئے کیا جاتا ھے - اور بلوغ کے بعد نکاح کے احکام دونوں پر لاگو ھوتے ھیں - جبکہ بلوغ کے بعد ان کے اوپر کسی کا کوئی ولایت ہی نہیں رہتا -

ابن حزم نے ابن شبرمة کے قول کو اس طرح بیان کیا ھے " وقال ابن شبرمة لایجوز انکاح الاب ابنتہ الصغیرة الاحتی تبلغ وتاذن ورأی امر عائشة رض خصوصا للنبی ص کا لموھوبة و نکاح اکثر من اربع " (المحلی ٢٥٩/٦)

(ابن شبرمة نے کہا ھے کہ باپ کیلئے اپنی چھوٹی بیٹی کا بلوغ اور بیٹی سے اجازت لینے سے پہلے نکاح کروانا جائز نہیں ھے اور عائشة رض کے معاملے میں وہ یہ جواب دیتا ھے کہ یہ آپ ص کے ساتھ مخصوص تھا - جس طرح کہ آپ کو چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کا حکم خاص ھے)

ابن حزم نے ابن شبرمہ کے رائے پر بحث کرتے ہو کہا ہے کہ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ آپ ص سے خاص ہے تو اس کے اس بات کے طرف کوئی التفات نہ ہوگا ارشاد ربانی ہے - " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر، " (الاحزاب : ۲۱) (تم کو پیغمبر کی پیروی کرنی بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا سے ملنے اور روز قیامت کے آنے کی امید ہے) اس لئے جو کوئی کام بھی آپ ص سے سرزد ہوا ہے ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم بھی اسی سنت پر عمل کریں - یہاں تک کہ ہمیں کوئی ایسا حکم (نص) ملنے جس میں کسی واقعہ کا آپ ص کے ساتھ مخصوص ہونے کا حکم ہو - (المحلی ۳۶۰/۶)

تیسری رائے :

ابن حزم نے کہا ہے کہ بچی کی نکاح جائز ہے جبکہ بچے کی نکاح باطل ہے - یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جاتا ہے " وللاب ان یزوج ابنتہ الصغیرہ البکر مالم تبلغ، بغیر اذنہا ولاخیار لہا اذا بلغت " (المحلی ۴۵۸/۶) (اور باپ کیلئے جائز ہے کہ اپنی کم عمر کنواری بیٹی کا بالغ ہونے سے پہلے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کروا دیے اور جب وہ بالغ ہو جاتی ہے اس کی کوئی خیار بلوغ نہ ہوگی)

ابن حزم نے اپنے رائے کیلئے حدیث سے استدلال کیا ہے - المحلی میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ابن عباس رض کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ص نے فرمایا ہے کہ شادی شدہ اپنے نکاح میں اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری کا باپ اپنے بیٹی کی نکاح کے معاملے میں اس سے اجازت لے گا اور بیٹی کی خاموشی اس کی اجازت کے مترادف ہے ، اس حدیث کے عمومیت کی وجہ سے شادی شدہ عورت خواہ وہ کم سن لڑکی ہو یا عمررسیدہ عورت ہو باہر ہو گئی ، اس طرح کنواری بالغ ، عورت بھی باہر ہو گئی کیونکہ اجازت لینا بالغ و عاقل کیلئے ہوتا ہے - اس بارے میں آپ ص کا ایک حدیث موجود ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین شخصوں سے قلم اٹھایا گیا ہے جس میں بلوغ سے پہلے

کا بچہ بھی داخل ہے ۔ اس لئے وہ کنواری بھی مذکورہ عبارت سے باہر ہو گئی جس کی کوئی باپ نہیں ہے ۔ لہذا، صرف کم عمر کنواری لڑکی جس کی باپ موجود ہے باقی رہ جاتی ہے ۔

مذکورہ بالا بحث اور فقہائے کرام کے آراء سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہور فقہائے کرام نے جن آیات اور آثار سے استدلال کیا ہے وہ قوت استدلال میں راجح نظر آتے ہیں یہ آیت " وابتلوا الیتامی ، حتی اذا بلغوا النکاح " (النساء : ٦)

(اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو)

سے بچے کے نکاح کی ممانعت ثابت نہیں ہوتا ہے ۔ بچپن میں کسی بچے / بچی کی نکاح کی ضرورت اور مصلحت کوئی مخفی امر نہیں ہے کیونکہ کف ہر وقت میسر نہیں ہوتا اس لئے جب کف بچپن میں میسر آ جائے تو اس فرصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے ۔ اس لئے بچے کی مصلحت کے خاطر احتیاط کرنا چاہئے ۔ (الاحوال الشخصیۃ ، ابوزھرۃ ص ۱۲۴ ، ۱۲۵)

۲۔ مسلم عائلی قوانین ۱۹٦۱ کی دفعہ نمبر ۱۲ کے ذریعے کمسن بچوں کی شادی پر پابندی ایکٹ ۱۹۲۹ میں ترمیم کی گئی ہے ۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ نمبر ۲ درجہ ذیل ہے :

S:12 Amendment of Child Marriage Restraint Act,1929(XIX 1929). **In the Child Marriage Restraint Act,1929 (XIX of 1929).**

(1)In section 2:

(a) in clause(a) for the word"fourteen" the word "sixteen" shall be substituted

b) in clause(c), the word "and" shall be omitted and

c) in clause(d) for the full stop at the end, a comma shall be substituted, and thereafter the following new clause(e) shall be added, namely:

e) ....

ایکٹ ۱۹۲۹ میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے مرد کو بچہ اور سولہ سال سے کم عمر کی لڑکی کو بچی کہا گیا ہے اور اس ایکٹ میں کم عمر لڑکی اس طرح کم عمر لڑکے کی شادی پر پابندی عائد کی گئی ہے ، ایکٹ کے دفعہ نمبر ۱۲ میں عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کم سن بچوں کی شادی کے خلاف مقررہ طریق کار کے مطابق حکم امتناعی جاری کر سکتی ہے مذکورہ دفعہ کی عبارت درجہ ذیل ہے :

12. Power to issue injunction prohibiting marriage in contravention of this act.

(1) Notwithstanding anything to the contrary contained in this Act, the Court may, if satisfied from information laid before it through a complaint or other wise that a child marriage in contravention of this Act has been arranged or is about to be solemnised, issue an injunction against any of the persons mentioned in sections 3,4,5, and 9 of this Act prohibiting such marriage.

(2) No injunction under sub-section(1) shall be issued against any person unless the Court has previously given notice to such person, and has afforded him an opportunity to show causes against the issue of the injunction.

(3) The Court may either on its own motion or on the application of any person aggrieved, rescind or alter any order made under sub-section(i).

(4) Where such an application is received, the Court shall afford the applicant an early opportunity of appearing before it either in person or by pleader, and if the Court rejects the application wholly or in part, it shall record in writing its reasons for so doing.

(5) Whoever knowing that an injunction has been issued against him under sub-section(1) of this section disobeys such injunction, shall be punished with imprisonment of either description for a term which may extend to three months, or with fine which may extend to one thousand rupees or with both:.

Provided that no woman shall be punishable with imprisonment.

اس دفعہ میں صرف بچوں کی شادی کے خلاف حکم امتناعی کا ذکر ہے ـ

اسلامی شریعت میں کسی شخص کے بالغ ہونے کیلئے عمر کی کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے ، بلکہ خاص علامات ظاہر ہونے سے کسی شخص کو بالغ تصور کیا جاتا ہے ـ

مرد اس وقت بالغ ہوتا ہے ـ جب اسے احتلام آنا شروع ہو جاتا ہے ـ جبکہ لڑکی حیض آنے پر بالغ ہو جاتی ہے ، یا ان کی عمر پندرہ سال ہو جاتا ہے ، یہ جمہور فقہاء

کی رائے ھے " مجلة الاحکام العدلیة کی دفعہ نمبر ۹۸۵ میں ھے " احتلام یا اس کے نطفہ سے حمل قرار پانا ، حیض یا حاملہ ھو جانا بالغ ہو جانے کا ثبوت ھے "

دفعہ نمبر ۹۸۶ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا گیا ھے کہ سن بلوغ کی ابتداء لڑکوں کیلئے بارہ سال اور لڑکی کیلئے نو سال ھے اور سن بلوغ کی انتہاء لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کیلئے پندرہ سال ھے - اور امام ابوحنیفہ رح نے لڑکے کیلئے سن بلوغ کی انتہائی حد اٹھارہ سال جبکہ لڑکی کیلئے سترہ سال مقرر کی ھے اس طرح امام مالک نے اٹھارہ سال مقرر کی ھے اور ایک قول یہ بھی ھے کہ سترہ سال مکمل کرکے اٹھارویں سال میں داخل ہو - (الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۳۲/۵)

مذکورہ قانون میں لڑکے یا لڑکی کے شادی کیلئے کم از کم عمر کی جو حد مقرر کی گئی ھے ، اس میں مقننہ کا ارادہ یہ نہیں ھے کہ مذکورہ عمر سے کم مرد یا عورت کو ہر حالت میں نابالغ تصور کیا جائے گا بلکہ قانون کا منشا یہ ھے کہ یہ حد صرف اس ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ھے - جس طرح کے دوسرے بعض اسلامی ممالک کے قوانین میں شادی کیلئے عمر کی تعیین کی گئی ھے ، مجلة الاحکام العدلیة میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ھے مجلة کی دفعہ نمبر ۳ ملاحظہ ھو " ہر معاملہ میں مقصد و معنی کا اعتبار ہوگا - الفاظ و تمہید کا اعتبار نہ ہوگا "

6-5-7
[handwritten initials]

قانون میں کم سن بچوں کی نکاح پر جو پابندی لگائی گئی ھے اس سے قانون کامقصد یہ ھے کہ مذکورہ عمر سے کم عمر کے بچوں کی شادی نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر کسی نے شادی کروا ہی دی تو یہ شادی جائز ہو گی اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو مذکورہ قانون کے مطابق سزا دی جائے گی ۔ جناب جسٹس اے ایس فاروقی او رجسٹس وحید الدین احمد نے مشتاق احمد بنام مرزا محمد امین وغیرہ میں کمسن بچوں کی شادی پر پابندی ایکٹ کی تشریح کرتے ہوئے قرار دیا ھے کہ اس ایکٹ کے خلاف ورزی ہونے سے نکاح باطل نہیں ہو جاتا ۔ (پی ایل ڈی کی عبارت ملاحظہ ہو ۔

" The Child Marriage Restraint Act merely punishes the male for contracting a marriage with a child but it does not render the marriage invalid. "

(PLD 1962 Karachi P.445)

قانون کی اس تشریح کو عدالتوں نے وقتا فوقتا برقرار رکھا ھے ، پی ایل ڈی ۱۹۷۵ کی عبارت ملاحظہ ہو ۔

Act makes marriage with girl below age of 16 years punishable but does not render marriage invalid. No punishment provided in Act for females.

(PLD 1975 Lahore 234)

بعض اسلامی ممالک میں قانونی طور پر نکاح کی عمر کو متعین کیا گیا ہے ۔

امام ابوزھرۃ نے اپنی کتاب الاحوال الشخصیۃ میں مصر کے قانون کا حوالۃ دیتے ہوئے فرمایا ہے ۔ کہ قانون نمبر ۵٦ سال ۹۳۳ (میں نکاح کی عمر کو متعین کیا گیا ہے اور اگر مذکورہ عمر سے کم میں شادی ہو جائے تو جب تک میاں بیوی میں سے کوئی ایک مذکورہ حد عمر تک نہیں پہنچ جاتا ۔ تو ان کی طرف سے دائر کردہ کسی دعوی کی سماعت نہ ہوگی قانون میں صرف دعوی کی سماعت کی ممانعت کی گئی ہے ۔ نکاح کو ناجائز قرار نہیں دیا گیا ہے ۔ (الاحوال الشخصیۃ ص ۱۲۲)

ملیشاء کے قانون کا متوازی دفعۃ :

<u>Section:8</u> No marriage may be soleminized or registered under this Act where either the man is under the age of eighteen or the women is under the age of sixteen except where the Sharia Judge has granted his permission in writing in certain circumstances.

(Act 303 (Islamic Family Law(Federal Territory) 1984)

میلشیاء کے قانون میں مرد کیلئے عمر اٹھارۃ سال جبکہ عورت کیلئے سولۃ سال متعین کیا گیا ہے اور ضرورت کی صورت میں شرعی جج سے اجازت لینا پڑتا ہے ۔

اردن کے شخصی قوانین کا متوازی دفعۃ درجۃ ذیل ہے :

دفعہ نمبر ۵: " یشترط فی اھلیۃ الزوج ان یکون الخاطب والمخطوبۃ عاقلین وان یتم الخاطب السنۃ السادسۃ عشرۃ وان تتم المخطوبۃ الخامسۃ عشرۃ من العمر " (الاحوال الشخصیۃ ص ۱۰۱

قانون موقت رسم (٦۰) سنۃ ۱۹۷٦ ء)(نکاح میں لڑکی اور لڑکے کا عاقل ہونا شرط ہے اور لڑکا سولۃ سال جبکہ لڑکی پندرۃ سال کی عمر کی ہو)

نکاح کیلئے اس قانون میں مرد کیلئے سولہ سال اور عورت کیلئے پندرہ سال کی حد مقرر کی گئی ہے -

فلپائن میں مسلمانوں کیلئے جو شخصی قانون بنایا گیا ہے اس کی متوازی دفعہ درجہ ذیل ہے :

CAPICITY TO CONTRACT MARRIAGE.

1. Any Muslim male at least fifteen years of age and any Muslim female of the age of puberty or upwards and not suffering from any impedient under the provision of this code may contract marriage. A female is presumed to have attained puberty upon reaching the age of fifteen.
2. However, the Shariah District Court may upon petition of a proper wali, order the solminization of the marriage of a female who though less then fifteen but not below twelve years of age has attained puberty.

3. Marriage through a Wali by a minor below the prescribed ages shall be regarded as betrothal and may be annulled upon the petition of either party with in four years after attaining the age of puberty, provided no voluntary cohibitation was taken place and the Wali who contracted the marriage was other than the father or Paternal Grandfather.

Code of Muslim Personal Laws of the Philippines.(S.16,p-6).

اس قانون میں مرد کیلئے سولہ سال اور عورت کیلئے بلوغ یا پندرہ سال حد مقرر کی گئی ہے -

تیونس کے شخصی قوانین کی متوازی دفعہ درجہ ذیل ہے :

الفصل ٥ : یجب ان یکون کل من الزوجین خلوا من الموانع الشرعیة و زیادة علی ذلک

فکل من لم یبلغ عشرین سنة کاملة من الرجال وسبع عشرة کاملة من النساء لایمکنه ان

ان يبرم عقدالزواج وابرام عقدالزواج دون السن المقرر يتوقف على اذن خاص من الحاكم ولايعطى الاذن المذكور الا لاسباب خطيرة وللمصلحة الواضحة لزوجين " (مجلة الاحوال الشخصية صفحات ٧ ، ٨) (یہ ضروری (واجب) ہے کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک شرعی موانع میں سے خالی ہو اور یہ بھی ضروری ہے ، کہ ہر وہ مرد جس کی عمر بیس سال سے کم ہو اور عورت جس کی عمر سترہ سال سے کم ہو ان کا عقد نکاح کرانا قانونا جائز نہیں ہے اگر مقررہ عمر سے کم میں شادی کرنے کی ضرورت ہو تو یہ نکاح مخصوص اداروں کی اجازت پر موقوف ہے اور یہ اجازت صرف اور صرف انتہائی ضروری وجوہات اور میاں بیوی کے واضح مصلحت کے بنیاد پر دیا جائے گا ۔

اس قانون میں مرد کیلئے عمر کی حد بیس سال اورعورت کیلئے سترہ سال مقرر کی گئی ہے ۔

٣ ۔ اسلام میں قانون سازی قرآن و سنت کے احکام اور عوامی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے ۔ اسلامی فقہ میں بہت سے ایسی مثالیں اور قواعد ملتی ہیں جو صرف مصلحت عامة کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں ۔ اسلامی حکومت کے مسلمان حکمران اپنی سیاسی اور علمی تدبر کی بنیاد پر بعض ایسے احکام جاری کرتے ہیں جن میں مسلمانوں کی حقوق کی حفاظت اور اسلامی ضابطوں کے مطابق اسلامی عدل و انصاف کی پیروی ہو ۔ حالات و زمانہ کے تغیر کے لحاظ سے عدل کے ان ضابطوں میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے ۔ کسی وقت میں کوئی قانون عدل و انصاف کے ضابطوں کے مطابق ہوگا لیکن کسی دوسرے وقت میں وہ عدل و انصاف کے مطابق نہ ہوگا ۔ اس لئے ناانصافی کو دور کرنے کیلئے قانون میں ترمیم کی ضرورت پڑتی ہے ۔ ان حالات اور شریعت اسلامی کے عمومی احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے یہ قاعدہ وضع کی ہے ۔

تصرف الامام على الرعية منوط بالمصلحة (رعیت پر امام کی تصرف مصلحت سے وابستہ ہے)(الاشباہ والنظائر ، للسيوطى ص ٢١)

اس دفعة کی اصل اللہ تعالی کا یہ حکم ہے ۔

" یاایھاالذین آمنو اطیعوا اللہ و اطیعوالرسول واولی الامر منکم " (۵۸:۴)

(مومنو خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہے ۔ ان کی بھی)

اسلامی شریعت کے یہ مسلمہ اصول ہیں کہ اگر کوئی مباح چیز معاشرۃ کیلئے نقصان دہ ہو تو نقصان کے ازالے کے خاطر اس چیز کو ممنوع قرار دیا جائے گا ۔

اسلامی احکام میں اہل کتاب کے کسی عورت کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے ، لیکن عمر رض کو جب اس بات کا احساس ہوا کہ مسلمان اہل کتاب کی عورتوں کے حسن و جمال سے دھوکہ کھا جائینگے اور مسلمان عورتوں کو اس سے نقصان پہنچے گا تو آپ رض نے کتابی عورتوں سے شادی کرنے پر پابندی عائد کی ۔ (اصول التشریع الاسلامی ، صفحۃ نمبر ۷۹)

ڈاکٹر عبدالعزیز عامر نے لکھا ہے ۔

" وقد یکون الفعل مباحا فی ذاتہ لکنہ یودی الی مفسدۃ وحکمۃ عند کثیر من الفقہاء خصوصا فی المذہب المالکی انہ یصیر حراما بناء علی قاعدۃ سد الذرائع و علی ذلک فارتکاب مثل ھذا الفعل فیہ التعزیر مادام لاتقدیر للعقوبۃ " (التعزیر فی الشریعۃ الاسلامیۃ فی ۸۵) (اور کبھی کوئی فعل مباح ہوتا ہے ۔ لیکن اس سے ایک فساد پیدا ہوتا ہے ۔ اکثر فقہاء خصوصا مالکی مذہب کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے ۔ کہ اس فساد کی وجہ سے سدالذریعۃ یہ حرام قرار پاتا ہے ۔ اسی بنیاد پر اس فعل کے کرنے پر اگر کوئی سزا مقرر نہ بھی ہو پھر بھی تعزیری سزا دی جائے گی)

حذیفۃ بن الیمان سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے مدائن میں ایک کتابی عورت سے شادی کی ۔ حضرت عمر رض نے اسے خط لکھا کہ اسے طلاق دو ۔ حذیفۃ رض نے اسے لکھا کہ اے امیر المؤمنین کیا اس سے نکاح کرنا حرام ہے ؟ حضرت عمر رض نے جواب میں لکھا کہ " میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس خط کو پڑھ کر رکھنے سے پہلے اسے طلاق دیں مجھے

. خوف هے کہ مسلمان آپ کی پیروی کرینگے اور ذمی عورتوں کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح میں ترجیح دینگے ، پھر مسلمان عورتوں کیلئے یہ فتنہ بھی بہت بڑا ھے)

اسی طرح جب عمر رض کے زمانے میں لوگوں نے طلاق دینے میں جلد بازی سے کام لینا شروع کیا تو آپ رض نے تین طلاق کو تین ہی شمار کر دیئے ، اور فرمایا کہ " ان الناس قد استعجلوا فی امر کان لہم فیہ اناۃ فلوا امضیناہ علیہم ؟ فامضاہ علیہم تادیبا للمطلقین و زجوا لغیر ھم " (اصول التشریع الاسلامی صفحہ ۷۹)

(لوگوں نے ایسے کام میں جس میں انتظار کرنا چاہئے تھا جلد بازی سے کام لینا شروع کیا ھے ، اگر ہم بھی ان کو تین طلاق شمار کریں تو بہتر ھوگا ؟ اس لئے آپ رض نے طلاق دہندہ کی سرزنش اور دوسروں کیلئے عبرت کے خاطر تین ہی شمار کرنے کا حکم صادر کیا)

عبدالقادر عودہ شہید نے لکھا ھے " وترکت لاولی الامر فی الامۃ یحرموا مایرون بحسب الظروف انہ ضار بصالح الجماعۃ اوامنہا اونظامہا ، وان یضعوا قواعد لتنظیم الجماعۃ و توجیہما ویعاقبوا علی مخالفتہا " (التشریع الجنائی الاسلامی ۱۲۷/۱)

(کہ حاکم کیلئے جائز ھے کہ کسی ایسی چیز کو حرام قرار دے دیں اور اس کے مخالفت پر سزا دیں ـ جب وہ مطمئن ھو جائے کہ حالات ، امت مسلمہ کی مصلحت اور امور مملکت چلانے کیلئے یہ نقصان دہ ھے تو وہ ایسے قواعد وضع کرینگے ـ جس میں مسلمانوں کی مصلحت ھو اور مخالفت کرنے والے کو سزا دینگے)

مذکورہ بحث ، فقہائے کرام کے دلائل اور اسلامی ممالک کے قوانین سے یہ نتائج اخذ کئے جاسکتے ھیں ـ

۱ ـ جمہور فقہائے امت کے نزدیک بچوں کا نکاح کروانا جائز ھے ـ

۲ ـ فقہاء کی ایک جماعت ابن شبرمہ ، ابوبکر الاصم اور عثمان البتی کے نزدیک بچوں کا نکاح جائز نہیں ھے ـ

۳ ـ ابن حزم کے نزدیک بچی کی نکاح جائز ھے جبکہ بچے کی نکاح جائز نہیں ھے ـ

۴ - اسلامی ممالک مصر ، اردن ، ملیشیا، فلپائن اور تیونس میں مسلمانوں کے شخصی قوانین میں نکاح کیلئے عمر کی حد متعین کی گئی ہے - جبکہ ضرورت کے صورت میں معینہ عمر سے کم کی صورت میں نکاح کروانے کیلئے مخصوص اداروں سے اجازت لینی پڑتی ہے -

۵ - اسلام میں اولی الامر کو امور مملکت چلانے کیلئے وسیع اختیارات حاصل ہیں - وہ مسلمانوں کے مصلحت کی خاطر اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قانون سازی کر سکتا ہے - اور کسی جائز کام کو مصلحت کی خاطر ممنوع قرار دے سکتا ہے اور مخالفت کرنے والے کو تعزیری سزا بھی دے سکتا ہے -

۶ - زیربحث قانون میں بچے کے نکاح کو حرام یا باطل قرار نہیں دیا گیا ہے صرف قانونی لوازمات پوری نہ کرنے پر تعزیری سزا مرتب کی گئی ہیں لہذا، یہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے -

(محمد مطیع الرحمن)

سینئر ریسرچ / ٹرانسلیشن آفیسر

=/ عبدالنصیر باچة /=